
میّت کی نجات کے اسباب
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
نور اللہ مرقدہٗ
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ

میت کی نجات کے اسباب

از

شمس المصنفین، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کی تصحیح کرلی جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ ﷺ

مقدمہ

نحمدک اللّٰھم ان وفقنا سواء السبیل فأنت نعم المولیٰ ونعم النصیر ،ونصلی ونسلم علی حبیبک العظیم الکبیر المبعوث رحمۃ للعالمین سیدنا ومولانا محمد ولبشیر النذیر وعلی آلہٖ اجمیعن

امابعد! میّت کے متعلق ہم اہلِسُنّت بہت کچھ کر گزرتے ہیں وہابی، دیوبندی ان تمام کو بدعت کے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ اس لئے عوام کو حقیقت معلوم ہونی چاہیئے کہ یہ لوگ معتزلہ فرقہ کے اصول کو زندہ کرنا چاہتے ہیں اور ہم اُس فرقہ کو عرصہ سے دفنا چکے ہیں اب نہ اُنہیں زندہ ہونے دیں گے نہ اُن کے چیلے کامیاب ہو سکیں گے۔ معتزلہ کا اصول یہ تھا کہ موت کے بعد کوئی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور اہلِسُنّت میّت کی رُوح پرواز کرنے سے قبل اور بعد اُس کی فلاح و نجات کے ذرائع استعمال کرتے ہیں اور بفضلہ اموات کیلئے یہ اسباب و ذرائعِ نجات دلواتے بھی ہیں۔ لیکن وہابی، دیوبندی اُن کے ہمنوا فرقہ اہلِسُنّت کے ہر عمل کو بدعت کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں حالانکہ وہ جملہ امور شرع شریف سے دلائل سے ثابت ہیں فقیر چند اُمور گنواتا ہے جنہیں ہم اموات کی نجات کیلئے عمل میں لاتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ یٰسین پڑھنا:

جب ہم میّت پر موت کے آثار محسوس کرتے ہیں تو اس کے قریب سورۃ یٰسین شریف پڑھتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور پُرنور، شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا: اقْرَءُوا یس عَلَی مَوْتَاکُمْ [(1)]

یعنی اپنے موتٰی (جو فوت ہونے کے قریب ہو) پر سورۃ یٰسین پڑھو۔

کلمہ طیبہ کی تلقین:

حضرت ابوسعید و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَقِّنُوا مَوْتَاکُمْ لاَ إِلَہَ إِلاَّ اللَّہُ [(2)]

[1] (سنن أبي داوٗد ، کتاب الجنائز ، باب القراءۃ عند المیت، 3/191، الحدیث: 3121، المکتبۃ العصریۃ)

[2] (صحیح مسلم ، کتاب الجنائز، باب تلقین الموتیٰ لاالہ الا اللہ، 2/631، الحدیث: (1523)-916، دار إحیاء الکتب العربیۃ)

یہ حدیث سنن النسائی، سنن الترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داود میں بھی موجود ہے۔

یعنی جو قریب وفات ہو اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کرو۔

فائدہ: "لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ "سارے کلمہ طیبہ " لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ " کانام ہے۔ مراد یہ ہے کہ حاضرین اس کے پاس پڑھیں کہ وہ بھی سُن کر پڑھنے لگے۔

ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ جس کا آخری سُخن کلمہ طیبہ ہو بہشت میں داخل ہو گا۔[3] (مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ مجھے اور دوسرے تمام اہلِ ایمان کو اس دولت سے مشرف فرمائے۔ آمین ثم آمین

نمازِ جنازہ: میّت کو نہلا دُھلا کر اور اچھے کپڑوں میں کفنا کر نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے تو اسی لئے کہ اسکی نجات ہو جائے۔ معتزلہ فرقہ کو قدمائے اہلِسُنّت نے ایک دلیل یہ بھی دی تھی کہ اگر مرنے کے بعد میّت کو زندوں سے کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچ سکتا تو حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ کا حکم کیوں فرمایا ہے اور اس میں دعائیں بھی اس قسم کی ہیں جو مُردے کی نجات کا موجب(باعث) ہیں۔

فائدہ: نمازِ جنازہ میں تین صفیں ہوں اور افضلیت کا مسئلہ نہیں اس لئے کہ بندوں کو میّت سے تھوڑا دُور ہٹ کر کھڑے ہونے کا حکم ہے اور اس میں برابر ہیں لیکن خلبی نے فرمایا نمازِ جنازہ کی پچھلی صف میں کھڑا ہونا افضل ہے بخلاف دوسری نمازوں کے، کہ اُن میں پہلی صف میں کھڑا ہونا فضیلت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ پہلی صف والے امام کے کوائف سے زیادہ علم رکھتے ہوئے جلد تر اتباع کریں گے بخلاف پچھلی صف والوں کے کہ اُن میں پہلی صّف والوں کے بعد معلوم ہو گا۔ اور نماز میں متابعت امام ملحوظ ہوتی ہے۔

شفاعت مردہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک ﷺ سے سُنا جس کسی کی نماز ایسے چالیس آدمی پڑھیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شرک نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔[4] (مشکوٰۃ)

نکتہ در لفظ چہلم:

حدیث شریف میں چالیس آدمیوں کی قید بھی یہی راز ہے کہ جہاں چالیس مسلمان ہوں ان میں ایک ولی اللہ ضرور ہوتا ہے۔[5]

خلاصہ یہ کہ میّت کو دوامروں سے ہی شفاعت نصیب ہوتی ہے اُس کی نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں یا چالیس آدمی[6] (فتح القریب)(روح البیان) مستحب نمازِ جنازہ میں یہی ہے صفیں تین ہوں۔ آدمی چالیس کم ہوں یا زائد۔

---

3) عربی متن اس طرح ہے، يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ

(مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الاول، ص523-524، الحديث: (1660)- 15، المكتب الإسلامي)

4) عربی متن اس طرح ہے، من كان آخر كلامه لا إله إلا الله، دخل الجنة

(مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت، الفصل الثاني، ص509، الحديث: (1621)- 6، المكتب الإسلامي)

5) عربی متن اس طرح ہے، ما اجتمع من المسلمين في جماعة أربعون رجلاً إلا وفيهم رجل مغفور له

(مرأة المناجيح، باب ذكر اليمن والشام وذكر الاويس القرني، الفصل الثالث، ،517/8، مكتبة المدينة، كراتشي باكستان)

عربی متن اس طرح ہے، واما سر الأربعين فلانه لم يجتمع قط أربعون الا وفيهم عبد صالح

(تفسير روح البيان، سورة التوبة:103، 499/3، دار الفكر بيروت)

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ سے بھی میّت کو فائدہ ہوا اور تین صفیں باندھنے کے علاوہ چالیس آدمی ہوں۔ اس سے بڑھ کر ہوں تو سبحان اللہ۔

میّت کو ثواب بخشنا: اہلِسنّت کا مذہب ہے کہ میّت کو ہماری دُعا اور استغفار فائدہ بخشتی ہے اور ہم اُن کی ارواح کو جتنا ثواب بخشتے ہیں انہیں پہنچتا ہے۔ بدنی عبادتوں کا ثواب ہو یا مالی کا مثلاً اُن کیلئے صدقہ دیا اُن کے لئے غلام آزاد کروایا۔ نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر یا حج کر کے یا قرآن پڑھ کر اُن کو ثواب بخشا جائے تو مردگاں ثواب پہنچتا ہے۔

مسئلہ: اہلِ اسلام کا اتفاق ہے کہ میّت کا قرض ادا کر دیا جائے تو اُس کے ذِمہ سے قرض اُتر جائے گا بلکہ اس طرح سے اُسے قبر میں بھی فائدہ ہو گا۔ خواہ غیر انسان اُس کا قرض اُتار دے یا اُس کے ترکہ سے اُتارا جائے۔

مسئلہ: اہلِ اسلام کا اتفاق ہے کہ زندہ آدمی کے کسی مُردے پر حقوق ہوں اور اُس کی موت کے بعد اُسے معاف کر دے تو مُردہ سے اُس زندہ کے حقوق ساقط ہو جائیں گے جیسے زندہ آدمی کو اس کی زندگی میں معاف کرنے سے معافی ہو جاتی ہے ایسے ہی مُردے کو بھی معافی ہو جاتی ہے۔ [7](روح البیان)

فائدہ: جدید وہابیہ مذکورہ بالا امر کے قائل ہیں لیکن، مگر، چونکہ، چناچہ وغیرہ وغیرہ سے ایسے روڑے اٹکاتے ہیں کہ جن سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ وہابی نجدی وہی پُرانے معتزلی، خارجی ہیں۔ اس لئے کہ مقصد ہے کہ میّت کی نجات ہو جائے اور وہ ہو گی رحمت حق سے اور ''رحمت حق بہانہ می جوید'' اللہ کی رحمت کی طلب کا سبب ہو وہ فاتحہ و درود اسی لئے ہم کہتے ہیں مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ اس سے عوام اندازہ لگائیں کہ میّت کو فائدہ پہنچانے کے لئے جتنا ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ انہیں یہ لوگ بدعت کہتے ہیں اس لئے نہیں کہ وہ بدعت ہیں بلکہ اس لئے کہ انہیں معتزلہ کا مذہب زندہ کرنا ہے ورنہ اہلِسنّت کا عقیدہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ چناچہ روح البیان میں ہے کہ ابنِ الملک نے فرمایا کہ اگر کوئی انسان اپنی نماز اور صدقہ کا ثواب کسی مردے کو بخشے تو جائز ہے اور وہ ثواب اس مردے کو فائدہ پہنچائے گا بلکہ بعض اوقات اُس بندے کو مکمل نجات نصیب ہوتی ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ ثواب سے مراد بہشت ہے اور وہ بندے کا کام نہیں کہ نماز روزے و دیگر عبادات و صدقات کسی مردے کو پہنچا کر اسے بہشت کا مالک بنا دے اس لئے کہ اُسے اس کی کوئی قدرت نہیں۔ اس کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ [8]

اہلسنّت کا استدلال: اہلِسنّت ایصال ثواب کا استدلال اس حدیث شریف سے کرتے ہیں کہ ''حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے قربانی کے وقت دو مینڈھے چتکبرے ذبح کر کے فرمایا ایک میرے لئے دوسرا میری اُمت کے مسلمانوں کے لئے۔ اگر شرعاً مُردہ کو کسی قسم کا فائدہ نہ پہنچتا تو حضور ﷺ اپنی اُمت کا نہ فرماتے جس میں اہلِ اموات بھی شامل ہیں اور شارع علیہ السلام کے اِجرائے پر کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں۔

---

[6] عربی متن اس طرح ہے، واما سر الأربعين فلانه لم يجتمع قط أربعون الا وفيهم عبد صالح

(تفسیر روح البیان، سورة التوبة:103، 499/3، دار الفكر بيروت)

[7] عربی متن اس طرح ہے، واجمعوا على ان الحي إذا كان له على الميت حق من الحقوق الخ(حوالہ مذکورہ)

[8] عربی متن اس طرح ہے، قال ابن الملك اعلم ان جعل الإنسان ثواب عمله لغيره صلاة الخ

(تفسیر روح البیان، سورة التوبة:103، 3/499-500، دار الفكر بيروت)

فائدہ: (۱)عبادت کئی قسم کی ہے:(البتہ نوافل کا ثواب ایک دوسرے کو دیا جاسکتا ہے)اس لئے کہ اس عبادت بدنی میں امارہ نفس کو تکلیف دینا مطلوب ہے اور وہ جب تک خود نہ پڑھے گا مقصد حاصل نہ ہو سکے گا۔

(۲)عبادت خالص مالی جیسے زکوٰۃ۔اس میں نیابت جائز ہے اس کی طرف سے اگر کوئی دوسرا زکوٰۃ ادا کردے فرضیت ساقط ہو جائے گی اس لیے کہ اس میں غرض ہے غریب مسکین کو مالک بنانا اور وہ حاصل ہو گیا۔

مسئلہ: میّت کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرنی ہے تو اس نے مرتے وقت وصیت کی ہو تو اُس کے ترکہ (حصہ) سے تہائی مال کی ادائیگی ضروری ہے اگر وصیت نہ کی ہو تو وُرثہ کو ادا کرنا مستحب ہے۔

بدنی اور مالی سے مرکب جیسے حج۔یہ ایک اعتبار سے بدنی عبادت ہے بنابریں (اس بنیاد پر) نیابت ناجائز ہے۔لیکن دوسرے اعتبار سے مالی عبادت ہے اس لئے نیابت جائز ہے لیکن جبکہ مجبوری ہو کہ اس کی ادائیگی بوجہ شدید دائمی بیماری ہو تو اسکی طرف سے دوسرا آدمی حج کر سکتا ہے۔لیکن حج فرض ہے۔اگر نفلی ہو یوں نہ تو تب بھی اُس کی طرف سے دوسرا حج پڑھ سکتا ہے۔اس لئے کہ نوافل میں وسعت رکھی گئی ہے۔

انتباہ: اس اختلاف اصولی پر سمجھتے جائیں کہ ہم اہلسُنّت جو عمل بھی میّت کے فائدہ کا کریں گے یہ لوگ اسے بدعت اور حرام کہیں گے۔چند امور عرض کر دوں۔

دعا بعد جنازہ: قرآن مجید میں ہے: اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔(پارہ۲، سورۃ البقرہ، آیت۱۸۶)

ترجمہ: دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔

فائدہ: اس آیتِ کریمہ کے عموم میں دعائے بعد جنازہ بھی داخل ہے اور اسے بھی اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے تو ضرور کرنی چاہیئے جب کہ اس کا وعدہ اور اس کی شان "لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ "(پارہ۲۶، سورۃ البقرہ، آیت۱۸۶)(**ترجمہ:** اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا)اور آیت میں معلق(آویزاں) ہے کہ وہ دعا جب مانگی جائے نماز میں ہو یا نماز سے خارج وہ نمازِ فرض ہو یا کفایہ۔یہی حکم قرآن مجید میں مطلق کا حکم رہتا ہے جو لوگ جنازہ کے بعد دعا کرنے سے روکتے ہیں انہیں کوئی آیت یا حدیث دکھانی چاہیئے ہمارے ہاں متعدد احادیث میں فقیر نے اس پر رسالہ لکھا ہے ایک حدیث حاضر ہے۔

حدیث: حضور سرورِ عالم رو مجسم نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ [9]

یعنی جب نمازِ جنازہ پڑھو تو اس کے لئے بخلوص دعا کرو۔

میّت کی خوبیاں بیان کرنا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنابِ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ [10]

یعنی اپنے فوت شدہ کی خوبیاں بیان کرا اور اُن کی برائیوں کے ذکر سے باز رہو۔

---

[9] (سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الدعاء في الصلاة على الجنازة، 480/1، الحديث:1497، المكتبة العلمية)

[10] (سنن أبي داؤد، كتاب الادب، باب في النهي عن سب الموتى، 275/4، الحديث:4900، المكتبة العصرية)

(سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب آخر، 339/3، الحديث:1019، دار الكتب العلمية)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کچھ لوگ جنازہ لے کر گزرے جو میّت کی تعریف کرتے جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا واجب ہوا۔ پھر کچھ اور لوگ جنازہ لے کر گزرے اور وہ میّت کی بدگوئی کرتے جاتے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا واجب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول ﷺ کیا واجب ہوا؟ تو فرمایا جس کی تعریف کی اس کے لئے بہشت واجب ہوا اور جس دوسرے کی تم نے برائی بیان کی تو اس کے لئے دوزخ واجب ہوا تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مومن زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔[11] (مشکٰوۃ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس کے مسلمان ہونے اور نیک ہونے کی چار شہادت دیں اسے اللہ تعالیٰ بہشت میں داخل فرمائے گا پھر ہم نے اس کے متعلق حضور پاک ﷺ سے دریافت نہ کیا۔[12]

اِن احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ وفات یافتہ کی خوبیاں اور نیکیاں ذکر کرنی چاہیئے اور برائیوں کا ذکر نہ کرنا چاہیئے کہ مومن کی شہادت بارگاہِ رب العالمین میں خصوصی مقام رکھتی ہے۔

قبر تک قرآن مجید ساتھ لے جانا: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جہاں رکھا ہو ہزاروں بلیّات ٹل جاتی ہیں بے شمار واقعات گواہ ہیں ہیں کہ کسی مکان کو آگ لگی سارا سامان جل گیا قرآن مجید محفوظ رہا اس وقت میّت نامعلوم کتنے مصائب وبلیّات میں مبتلا ہے ہم قرآن مجید کی برکات پر امید رکھ کر میّت کو اُن آفات وبلیّات سے نجات کا سبب بناتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی رحیم وکریم ہے اپنے بندوں کی ایسی عاجزیوں کو دیکھ کر بہت بڑی خطا بھی معاف فرمادیتا ہے۔

برکات رفاقت: نیز قرآن مجید ہمارا دارین کا وسیلہ ہے ہم سمجھتے ہیں کہ میّت اگلے ملک جو جانے والا مسافر گھبراہٹ سے محفوظ ہو جب دیکھے گا کہ دنیا کے تمام رشتے اور تعلق ختم ہو گئے نامعلوم آئندہ کیا ہو گا لیکن جب اپنی رفاقت قرآن مجید پر نظر ڈالے گا تو رحمت حق سے پُر امید ہو گا اور ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کی یہ مختصر سی رفاقت اُسے نجات سے ہمکنار کر دے کیونکہ شہنشاہوں سے اتنا سا تعلق بھی بہت بڑا ہے چناچہ حکایت ذیل سے اندازہ لگایئے۔

حکایت: ہارون الرشید (عباسی خلیفہ بادشاہ) کے دور میں ایک قاتل کو پھانسی پر لٹکانے کا حکم جاری ہوا۔ پھانسی پر لٹکانے سے پہلے پھانسی والے سے پوچھا جاتا ہے کہ کوئی آرزو ہو تو بتاؤ۔ اس نے کہا اب آخری آرزو یہ ہے کہ مجھے ہارون الرشید اپنے گھر بلوائے اور پھر وہاں سے پنجہ میں پنجہ ملا کر چلے پھر پھانسی کی رسی اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں ڈالدے، ہارون الرشید کو پیام ملا فرمایا مجرم کو لے آؤ۔ مجرم حاضر ہوا ہارون اسے ہاتھ ملا کر پھانسی کے مقام تک لے آیا اور رسی ہاتھ میں لے کر گلے میں ڈالنے لگا تو مجرم نے کہا بادشاہ سلامت بتایئے پنجہ میں پنجہ ملا کر کون چلتے ہیں فرمایا دوست۔ مجرم نے کہا پھر دوست دوست کو بھی پھانسی پر لٹکا سکتا ہے ابھی آپ میرے پنجہ میں پنجہ ڈال کر ساتھ لائے تو اب پھانسی پہ لٹکانا کیسا۔ ہارون الرشید کو اس کی بات پسند آئی اور اسے رہا کر دیا۔

نتیجہ:

ایک دنیوی بادشاہ کی رفاقت پھانسی سے بچاسکتی ہے تو قرآن مجید (جو شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے) کی رفاقت بھی انشاء اللہ میّت کو عذابِ قبر سے بچالے گی۔

قبر پر چھڑکاؤ کرنا اور کنکریے رکھنا:

---

[11] (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الاول، ص524، الحديث: (1662)- 17، المكتب الإسلامي)

[12] (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الاول، ص524، الحديث: (1663)- 18، المكتب الإسلامي)

أن النبي صلى الله عليه و سلم حثا على الميت ثلاث حثيات بيديه جميعا وأنه رش على قبر ابنه إبراهيم ووضع عليه حصباء [13]

یعنی حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے (بوقت دفن) میّت پر اپنے ہاتھ سے تین بار مٹی ڈالی اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پاک پر پانی چھڑکا اور کنکرے رکھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک ﷺ کی قبر انوار پر حضرت بلال بن رباح نے مشک کے ساتھ پانی چھڑکا [14] اور حضرت مطلب بن وداعہ کی روایت میں کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے سر پر حضور پاک ﷺ نے ایک وزنی پتھر اٹھا کر رکھا اور فرمایا میں اس سے اپنے برادر کی قبر کو نشانی کرتا ہوں اور جو میرے اہل سے فوت ہو گا اُسے اس کے قریب دفن کروں گا۔ [15] (مشکوٰۃ)

حیلۂ اسقاط:

میّت کے فرائض و واجبات کی معافی کے لئے ہم حیلۂ اسقاط کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید کر کے کہ ممکن ہے کہ ربِ کریم اپنے فضل و کرم سے معاف فرما کر بخش دے اسکے لئے فقہا کرام نے قدیم الایام سے تصنیفیں لکھیں اور اپنی تصنیفات میں تصریح فرماتے آئے صاحب روح البیان لکھتے ہیں کہ فوائد الفتاویٰ میں ہے کہ افضل یہ ہے کہ بعد بلوغ اپنی تمام عمر کی نمازوں کے لئے اسقاط کی وصیت کرے اگر زندگی بھر نماز پڑھتا رہا ہو۔ کیونکہ اسے کیا خبر کہ اُس نے صحیح طور نماز پڑھی یا فاسد کر کے۔ [16]

مسئلہ: اگر کوئی اپنے کسی تعلق والے کو وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میری نمازوں کا کفارہ (اسقاط وغیرہ) کر دینا تو ایسی وصیت جائز ہے۔ اگر اس کے اپنے مال سے ادا کرنا مطلوب ہے تو تہائی مال تک اسقاط (کفارہ) ادا کر سکتے ہیں۔

مسائل اسقاط:

مسئلہ: ہر فرض نماز کا فدیہ (اسقاط) گندم کا نصف صاع اسی طرح نذر کے روزوں میں ایک روزہ پر نصف صاع گندم دینی ہو گی۔ [17]

مسئلہ: میّت پر روزہ فرض تھا تو اس کے لئے اس کا متولی یا کوئی اور کفارہ کے لئے نہ رکھے اور نہ ہی اس کی طرف سے نماز پڑھے بلکہ اس کے لئے (اسقاط ،وغیرہ) فدیہ مالی دینا ہو گا۔

حدیث شریف:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میّت کی طرف سے نہ روزہ رکھا جائے نہ نماز پڑھی جائے۔

---

13) (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثاني، ص535، الحديث: (1608)- 16، المكتب الإسلامي)

14) (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثاني، ص536، الحديث: (1710)- 18، المكتب الإسلامي)

15) (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثاني، ص536، الحديث: (1711)- 19، المكتب الإسلامي)

16) عربی متن اس طرح ہے، قال في فوائد الفتاوی الاولی ان یوصی بإسقاط صلاة عمره بعد البلوغ وان صلاها بغير ترك الخ

17) رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، 73/2، دار الكتب العلمية، سنة النشر: 1412هـ/1992م

مسئلہ: قہستانی نے کہا کہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ نماز کے لئے کوئی اسقاط (کفارہ، فدیہ) وغیرہ نہ ہو۔ یہی بلخی کا ہے۔ (کذا فی قاضی خان) لیکن استحسان (پسندیدگی) کا تقاضہ ہے کہ نماز کا بھی اسقاط (کفارہ، فدیہ) ہو۔[18]

مسئلہ: روزے کی اسقاط کے لئے نص قرآنی موجود ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ الخ۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۶)

ترجمہ: اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو۔

پھر چونکہ نماز روزے سے افضل ہے بنابریں جب مفضول میں اسقاط جائز ہے تو افضل عبادت میں بطریق اولیٰ جائز ہو اس لئے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ویجزی بھما ان شاء اللہ تعالیٰ''[19]

مسئلہ: اسقاط کا مال دفن سے پہلے ادا کرنا چاہیئے۔ اگر دفن کے بعد ادا کیا جائے تب بھی جائز ہے یہ مسائل لکھ کر اسقاط کا حیلہ بنایا۔[20]

حیلۂ اسقاط اور ردّ وھابیہ و دیوبندیہ:

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے اپنے ماں باپ یا کسی عزیز کا اسقاط (کفارہ، فدیہ) ادا کرنا چاہتا ہے لیکن خود بھی مسکین اور غریب ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ حسبِ استطاعت اپنی نیت سے کچھ گندم یا نقد وغیرہ لے کر کسی فقیر مسکین کو ہبہ (خیرات) کرے۔ وہ کسی اور کو، وہ کسی دوسرے کو۔ اس طرح دور کے طور ایک دوسرے کو مالک بناتے جائیں یہاں تک کہ روزے، نماز کا (کفارہ، فدیہ) اسقاط ادا ہو جائے۔

مسئلہ: ہر میّت کا اسقاط دیتے وقت اس کی زندگی کے مرد کے بارہ اور عورت کے نو سال کے حساب سے نفی کر لئے جائیں۔ اس لئے کہ اُن کے بالغ ہونے کی ادنیٰ مدت وہی ہے جو اُوپر مذکور ہوئی۔ چناچہ وقایہ (فقہ کی کتاب) میں مدت مذکورہ بالا تحریر فرمائی ہے۔[21]

مسئلہ: نماز میں طعام کا اعتبار ہے۔ مساکین کی گنتی معتبر نہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایک مسکین کو ایک دن میں نصف صاع سے زائد گندم نماز کے کفارہ میں دیدے تا جائز ہے روزے اور ظہار کے کفارہ میں اس طرح ناجائز ہے اس لئے کہ ان میں مسکینوں اور غرباء کی گنتی معتبر ہے کہ انہیں گن کر کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔[22] (کذا فی شرح انقایہ)

مسئلہ: غیر مقروض فقیر کو بمقدار نصاب یا اس سے زائد مال دے دینا مکروہ ہے اس لئے کہ اتنا مال دولت دے دینے سے تو وہ بھی غنی و دولت مند بن گیا۔ وہ فقیر نہ رہا۔ حالانکہ یہ مال فقراء کا حق ہے۔ ہاں اگر وہ قرضدار یا صاحب عیال ہو تو اسے نصاب یا اس سے کچھ زائد مال دینا مکروہ نہیں اس لئے کہ بوجہ قرض و عیالداری اسے دولت مندی کی حیثیت حاصل نہیں ہو سکے گی۔[23]

---

[18] عربی متن اس طرح ہے، قال القهستاني: والقياس أنه لا يجوز الفداء عن الصلاة وإليه ذهب البلخي كما في قاضيخان. والاستحسان الخ

(تفسير روح البيان، سورة التوبة:103، 500/3، دار الفكر بيروت)

[19] عربی متن اس طرح ہے، قال محمد إنه يجزي بهما إن شاء الله تعالى ينبغي الخ (حوالہ مذکورہ)

[20] عربی متن اس طرح ہے، أن يفدي قبل الدفن وإن جاز بعده (حوالہ مذکورہ)

[21] عربی متن اس طرح ہے، أن يسقط من عمره اثنتي عشرة سنة الخ (حوالہ مذکورہ)

[22] عربی متن اس طرح ہے، ومما ينبغي أن يعلم أن المعتبر في الطعام للصلاة الخ (حوالہ مذکورہ)

[23] عربی متن اس طرح ہے، وكره دفع نصاب أو أكثر الخ (حوالہ مذکورہ)

دورِ حاضرہ کے مُعتزلہ یعنی دیوبندی وہابی اس حیلۂ اسقاط کے منکر ہیں۔ان کے لئے حنفی فقہ کا حوالہ کافی ہے۔مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ''الاقساط فی الاسقاط''میں دیکھیئے۔

نوٹ: اہلِسنّت جُہلا بھی غلط حیلۂ اسقاط کرتے ہیں جس پر ہمارے علماءِ اہلِسنّت بھی چشم پوشی کرتے ہیں۔یہ ان کی غلطی ہے۔

اذان برقبر: قبر پر اذان سے کئی مقصد ہوتے ہیں مجملہ اُن کے ایک یہ بھی ہے کہ نکیرین کا جواب آسانی سے دے سکے۔حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت وصال اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی رونے والی جائے نہ آگ اور جب مجھے دفن کرو تو آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا بعد اذان میری قبر کے قریب اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم ہونے کی مقدار تک ٹھہرنا کہ میں تمہارے ساتھ آرام پکڑوں اور سمجھوں کہ منکر نکیر کو کس جواب سے واپس کرتا ہوں۔[24] (مشکوٰۃ، مسلم)

بعد دفن دعا کرنا:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَسَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ [25]

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ جب دفن میّت سے فارغ ہوتے تو اُس پر ٹھہر کر فرماتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو پھر کچھ دیر ٹھہر کر اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ وہ اب سوال کیا جا رہا ہے۔

باب نمبر 1
میت سے خیر خواھی کا آغاز

بخاری میں ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی کہ تم فتنۂ قبر میں مبتلا ہو گے تو یہ فتنۂ سات دن میں ہو گا[26] اور حدیث بخاری مطلق ہے جس کا اطلاق ایک اور اس کے زائد پر ہوتا ہے۔

فائدہ: اسی لئے ہم اہلِسنّت دفنانے کے بعد میّت کو قبر میں آرام پہونچانے اور اسے عذاب سے بچانے طرح طرح کے امور عمل میں لاتے ہیں اور الحمد للہ وہ تمام قرآن و حدیث اور اسلامی اصول کے مطابق ہیں جن کی تفصیل علمائے اہلِسنّت کی تصانیف میں موجود ہے یہاں چند امور (ان امور کو بدعت کہہ دینا وہابی مذہب کا محض ضد سے ہے ورنہ شرعی اصول یہ ہے کہ وہ اُن امور کے خلاف صریح آیات و احادیث دکھائیں اور بدعت کہنا بھی محض خوارج اور معتزلہ کے مذہب کو زندہ کرنا مطلوب ہے اور بس: اُویسی غفرلہٗ) بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

[24] (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثالث، ص537-538، الحديث: (1716)- 24، المكتب الإسلامي)

[25] (سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للميّت في وقت الانصراف، 215/3، الحديث: 3221، المكتبة العصرية)

[26] (صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب من قال في الخطبة بعد الثناء، 10/2، الحديث: 922، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

قبر پر چھڑی یا کوئی اور سبز پتے، پھول ڈالنا: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں پر گزرے فرمایا انہیں یقیناً عذاب ہورہا ہے اور بڑی چیز (جس سے پرہیز مشکل ہو) میں نہیں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا پھر ایک سبز شاخ پکڑ کر آدھی ایک قبر پر گاڑدی آدھی دوسری پر۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دریافت کیا تو فرمایا میں نے ایسا اس اُمید پر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے عذاب میں تخفیف فرمائے جب تک خشک نہ ہوں۔[27] (مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

فائدہ: اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ ترچیز کی تسبیح سے اہلِ قبور کو فائدہ ہوتا ہے جس سے پھول وغیرہ ڈالنے کا جواز ثابت ہوا۔ پھر جب ترشاخوں کی تسبیح سے فائدہ ہوتا ہے۔ تو قرآن مجید اور دیگر اذکار سے کیوں نہ فائدہ ہوگا۔

وصیت ابوبرزۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: شرح الصدور میں حضرت قتادہ سے ہے کہ جناب ابوبرزۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصیت کرتے تھے کہ جب میں مرجاؤں تو میری قبر پر کھجور کی دو شاخیں تر رکھ دینا۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ قبر کے پاس درخت لگانے کی یہ حدیث اصل ہے۔[28]

اہلِ قبور کیلئے مالی صدقہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہوگئی ہے اُن کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی۔ تو حضرت سعد نے کنواں کُھدوایا اور فرمایا: (هَٰذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ) یعنی یہ کنویں سعد کی ماں کے لئے ہے۔[29]

فائدہ: اس سے یہ ثابت ہوا کہ اہلِ قبور کی طرف نسبت کرنے سے چیز حرام نہیں ہوتی۔

اہلِ علم کی قبریں روشن ہوتی ہیں: امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اخراج کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ علمِ دین سیکھو اور لوگوں کو پڑھاؤ کیونکہ میں علم پڑھنے اور پڑھانے والوں کی قبروں کو روشن کرتا ہوں تاکہ وہ گھبرائیں نہ۔[30]

مزارات پر عمارت بنانا: قرآنِ مجید "سورۃ الکھف" میں قصہ اصحاب کہف میں ہے کہ

قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا (پارہ۱۵، سورۃ الکھف، آیت۲۱)

ترجمہ: وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر (اصحاب کہف) مسجد بنائیں گے۔

اس آیت میں اصحاب کہف پر مسجد بنانے کا ذکر ہے اور مسجد عمارت ہی ہوتی ہے جس سے مزار پر عمارت و گنبد بنانے کا جواز ثابت ہوا۔

---

[27] (مشكاة المصابيح، كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء، الفصل الأول، ص110، الحديث: (338)- 5، المكتب الإسلامي)

[28] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر، 305/1، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[29] (سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب في فضل سقي الماء، 110/2، الحديث: 1681، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

[30] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب أحاديث الرسول صلي الله عليه وسلم في عدة أمور، 159/1، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

ارواح کا اپنے گھروں میں آنا: ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عید یا جمعہ یا عاشورے کا دن یا شبِ برأت ہوتی ہے اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازے پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں کہ ہے کوئی ہمیں یاد کرے "ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے، ہے کوئی کہ ہماری غریبی کی یاد دلائے"۔[31]

جمعراتوں کا فائدہ: حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکٰوۃ، باب زیارت قبور میں فرمایا کہ بعد از وصال میّت کی طرف سے سات روز تک صدقات وخیرات دینا مستحب ہے اور یہ صدقہ اہلِ قبور کو نفع دیتا ہے اس میں اہلِ علم کا کوئی اختلاف نہیں۔ اور لکھا ہے کہ بعض روایات میں وارد ہے کہ میّت کی روح شبِ جمعہ اپنے گھر جاتی ہے اور دیکھتی ہے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔[32]

کفنی لکھنا: مشکٰوۃ، باب غسل میّت میں حضرت امّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب بنتِ رسول ﷺ کو غسل دے کر فارغ ہوئے تو حضور ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ نے اپنا تہبند شریف ہمیں دے کر فرمایا کہ اس کو کفن میں جسم سے متصل رکھ دو۔[33]

کفنی لکھنے کی اصل یہی حدیث شریف ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا تہبند شریف دے کر امّت کو بتایا کہ میّت کو مقدس ومتبرک دینے میں نجات ہو سکتی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "کفنی لکھنا"۔

فائدہ: اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ صالحین کے تبرکات اور لباس سے بعد موت قبر میں بھی برکت لینا جائز ہے۔[34]

زیارت القبور اور سماع موتی:

زیارتِ قبور سنّت وموجبِ ثواب ہے۔ زائر کے لئے یہ بھی سنّت ہے کہ اہلِ قبور کو سلام کہے۔

حدیث نمبر ۱: مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ کہے:

السلام عليكم يا أهل الديار من المؤمنين والمسلمين وإنا إن شاء الله بكم للاحقون [35]

فائدہ: اس سے اہلِ قبور کو ندا کرنی بھی ثابت ہوئی اور سماع بھی۔ ورنہ خطاب وندا مہمل بنے گی۔

حدیث نمبر ۲: کتاب الروح ابن قیم اور شرح الصدور میں ہے کہ ابن الدنیا نے کتاب القبور اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا فرمایا:

إذا مر الرجل بقبر يعرفه فسلم عليه رد عليه السلام وعرفه وإذا مر بقبر لا يعرفه فسلم عليه رد عليه السلام [36]

---

[31] (دقائق الأخبار في ذكر الجنة والنار ويليه. الباب التاسع في أن الروح بعد الخروج يأتي إلى قبره ومنزله. ص33. دار الكتب العلمية بيروت)

(روضة العلماء ونزهة الفضلاء. القسم الثاني. قسم التحقيق. ص272. دار الكتب العلمية بيروت)

[32] (اشعة للمعات. كتاب الجنائز. باب زيارة القبور. 763/1. مطبع منشي نور كشور. هند)

[33] (مشكاة المصابيح. كتاب الجنائز. باب غسل الميت وتكفينه. الفصل الأول. 517/1. الحديث: (1634)- 1. المكتب الإسلامي)

[34] (اشعة للمعات. كتاب الجنائز. باب غسل الميت وتكفينه. الفصل الأول. ص617. مطبع منشي نور كشور. هند)

[35] (المصنف ابن ابي شيبه. كتاب الجنائز. ما ذكر في التسليم على القبور إذا مر بها من رخص في ذلك. 27/3. الحديث: 11787. مكتبة الرشد – الرياض. الطبعة: الأولى. 1409)

یعنی ایسی قبر سے گزرے جسے پہچانتا ہے تو اس پر سلام کہے وہ جواب دے گا۔ اور اگر ایسی قبر سے گزرے جس کے اہل کو نہیں جانتا تو سلام کہے وہ اس کا جواب دے گا۔

حدیث نمبر۳: عینی شرح بخاری، مرقات، شرح الصدور، کتاب الروح ابن قیم میں ہے کہ ان ابن عبد البر نے استاز تمہید میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اخراج کیا فرمایا یار سول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے بھائی مؤمن کی قبر سے گزرے جسے دنیا میں جانتا تھا تو اس پر سلام کہے وہ اُسے پہچانے گا اور اس کا جواب دے گا۔[37] عینی، طحطاوی و شرح الصدور میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث نمبر۴: ابو بکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی زمین سے واپس ہوتے تو شہداء کی قبروں پر گزرتے اور کہتے السلام علیکم وانا بکم للاحقون[38]

پھر اپنے دوستوں سے کہتے کہ شہداء پر سلام نہیں کہتے ہو؟ وہ تم پر رد کریں۔ یعنی تمہارے سلام کا جواب دیں۔

حدیث نمبر۵: مستدرک، تفسیر مظہری و شرح الصدور میں بیہقی اور طبرانی سے حضرت ابو فروۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں احد سے واپسی میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضرت معصب بن عمیر پر ٹھہرے تو حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم عند اللہ زندہ ہو۔ صحابہ کرام کو فرمایا ان کی زیارت کرو سلام کہو۔ مجھے اس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی انہیں سلام کہے گا یہ اس کا جواب دے گا۔[39]

حدیث نمبر۶: مستدرک میں ہے کہ یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ان روایات سے سماع موتیٰ **(میت کا سننا)** بھی ثابت ہوا کہ جواب دینا دلیل سماع ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ: اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ۔ (پارہ۷، سورۃ الانعام، آیت۳۶)

---

36) (شعب الإيمان، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، 473/11، الحديث: 8857، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003 م)

(كتاب الروح، لمسألة الأولى وهي هل تعرف الأموات زيارة الأحياء وسلامهم أم لا الخ، ص5، دار الكتب العلمية بيروت)

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم لهم، 201/1، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

37) (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، 69/8، الحديث: 3821، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، 1259/4، الحديث: 1767، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم لهم، 201/1، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

(كتاب الروح، لمسألة الأولى وهي هل تعرف الأموات زيارة الأحياء وسلامهم أم لا الخ، ص12، دار الكتب العلمية بيروت)

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، فصل في زيارة القبور، 621/1، دار الكتب العلمية بيروت–لبنان، الطبعة: الطبعة الأولى 1418هـ 1997م)

38) (مصنف ابن ابی شیبه، كتاب الجنائز، ما ذكر فى التسليم على القبور إذا مر بها من رخص فى ذلک، جلد۳، صفحه۲۷)

39) (المعجم الكبير للطبراني، باب العين، من أخباره، 364/20، الحديث: 850، مكتبة ابن تيمية–القاهرة، الطبعة: الثانية)

(التفسير المظهري، آل عمران: 169، مكتبة الرشدية–الباكستان، الطبعة: 1412 هـ)

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم لهم، 201/1، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

ترجمہ: مانتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں۔

فائدہ: دیوبندی وہابی کہتے ہیں کہ مُردے نہ سُنتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ کچھ کرسکتے ہیں پس گویا وہ مٹی کا ڈھیر ہیں ان کے رَد میں مذکورہ روایات کافی ہیں۔

قبر میں میّت کا حال زار:

حضور پاک ﷺ نے فرمایا: ما الميت في القبر إلا كالغريق المتغوث ينتظر دعوة تلحقه من أب أو أم أو أخ أو صديق فإذا لحقته كان أحب إليه من الدنيا وما فيها وإن الله تعالى ليدخل على أهل القبور من دعاء أهل الأرض أمثال الجبال وإن هدية الأحياء إلى الأموات الاستغفار لهم [40]

یعنی مُردے کی مثال قبر میں ڈوبے ہوئے فریادی کی طرح ہے وہ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ اسے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست سے دعاء وغیرہ پہونچے جب اسے دعاء وغیرہ پہونچتی ہے تو اسکے لئے وہ دنیا اور جو اس میں ہے اسے زیادہ محبوب ہوتی ہے بیشک زندوں کا تحفہ مُردوں کیلئے استغفار ہے۔

مردہ دشمنی: اس حدیث شریف میں صاف اور واضح ہے کہ عام مُردہ قبر میں بہت بڑی مُشکلات میں پھنسا ہوا ہے اس کی نجات کا صرف اور صرف واحد حل اس کیلئے ثواب بخشنا ہے دعا ہو یا استغفار قرآن خوانی ہو یا خیرات وصدقات ورنہ وہ ہمیشہ قبر میں فریادی رہیگا اور عذاب میں مبتلا۔ اس کی خیر خواہی کا تقاضا یہی ہے کہ اس کیلئے ثواب پہونچانے کے تمام اسباب بروئے کار لائے جائیں۔ الحمد للہ ہم اہلِسُنّت مُردہ کی فوتیدگی کے بعد سر کی بازی لگا کر مردہ کو ہر طرح ثواب پہونچاتے ہیں۔ دعاؤں اور استغفار اور کلمہ و قرآن اور خیرات وصدقات وغیرہ وغیرہ۔

الحمد للہ ہماری یہ محنت ٹھکانے بھی لگتی ہے کہ علم رؤیا، میں بہت سے بندگانِ خدا کی نجات کی خوشخبری سنی گئی۔ اب روکنے والوں کو مردہ دوشمنی ہی سمجھئے کہ نہ خود کرتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں اور جو کرتے ہیں ان کو طعام کو حرام کہہ دیتے ہیں لیکن کھانے پر آجائیں تو پھر نہ پوچھئے اور دلیل ان کے پاس اور کچھ نہیں صرف یہی کہ یہ بدعت ہے اور بس۔

اصل وجہ:

اہلِ اسلام یقین فرمائیں کہ انسان کی نجات کون نہیں چاہتا سوائے ابلیس کے اس نے تو صرف وسوسہ ڈالنا ہے اور بس قرآن کا فیصلہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو برملا کہدیا تھا کہ الٰہی انسانوں میں سے ہی اپنے چیلے تیار کریگا چناچہ سابق دور میں خوارج و معتزلہ نے اسکی حمایت میں اموات کی نجات کے اسباب کو ناجائز و حرام کہا وہ مرمٹے تو ان کی مسند نجدیوں نے سنبھالی جیسے ہمارے دور میں وہابیوں، دیوبندیوں نے مختلف حربوں سے ان کے مشن کو آگے بڑھایا۔

اظہارراز:

کون نہیں جانتا کہ تخلیقِ آدم (علیہ السلام) کے بعد اُن کے اعزاز واکرام کو دیکھ کر ابلیس نے قسم کھائی کہ اولادِ آدم (علیہ السلام) کو جہنم میں لیجانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاؤں گا۔ چناچہ جب سلسلۂ نسل آدم (علیہ السلام) کا آغاز ہوا اس وقت سے ابلیس اپنی ذریۃ اور چیلے چانٹوں سمیّت اولادِ آدم (علیہ السلام) کو جہنم میں دھکیلنے کیلئے ہزاروں حیلے بہانے بنا رہا ہے۔ اور امّتِ مصطفویہ ﷺ کیلئے تو اس نے اپنی کاروائیوں کو اور تیز کردیا یہاں تک کہ بحکم ''مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ'' (پارہ ۳۰، سورۃ الناس، آیت ۶) (جن اور آدمی) خود آدم (علیہ السلام) کی اولاد سے ہی اپنی فوج قہر موج تیار کرلی جن کے ذمہ صرف اور صرف ''يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ

---

[40] (مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الأستغفار والتوبة، الفصل الثالث، 728/2، الحديث: 2355-(33)، المكتب الإسلامي)

النَّاسِ '' (پارہ۳۰، سورۃ الناس، آیت۵)(**ترجمہ:** لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں) ہے اور بس، لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے بھی اس کی شرارت سے حفاظت کے لئے جگہ جگہ مضبوط قلعے (تاقیامت) اُمت کو عطا فرمائے اور ادھر رحمۃ للعالمین نے شایانِ شان اپنے ربِ کریم سے اُمت کی ہر طرح کی بھلائی مانگ لی اسی اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش سے ہر طرف سے دروازے کھول دئے کہ معمولی بات پر سر سے پائوں تک گناہوں میں ڈوبے ہوئے گنہگار کو رحمت کی جھولیاں بھر دے جیسا کہ اسلام کا شیدائی خوب واقف ہے۔ یہاں تک کہ رحمت باری کے دریا کو اُمتِ مصطفویہ ﷺ کیلئے فراوانی (کثرت) ہے کہ اگر ان کیلئے کوئی اور بھی بخشش کا حیلہ بنائے تو بھی اس کی نجات کا وعدہ ہے اسی لئے مشہور ہے ''رحمتِ حق بہانہ می جو ید رحمتِ حق بہانمی جوید'' رحمتِ حق سبب ڈھونڈتی ہے اپنی عطا کا صلہ نہیں مانگتی اسی کلیہ پر حضور سرورِ عالم نورِ مجسم ﷺ نے اپنی امت کو ایصال ثواب کا حکم فرمایا کہ اگر اُمتی قبر میں خالی ہاتھ جائے تو بھی مارا نہ جائے بلکہ زندوں میں سے کوئی بھی اس کیلئے صدقات و خیرات اور قرآن خوانی و دیگر اجر و ثواب بھیجے تو بھی وہ جہنم کا مستحق ہو تب بھی بہشت سے محروم نہ ہو اور اتنا سستا سودا کہ صرف قل، کلمہ اور روٹی، پانی سے بھی بہشت کا حقدار بن جائے یہ سودا ابلیس کو کب گوارہ تھا اسی لئے اس نے امت مصطفویہ ﷺ کے مقابلہ کیلئے اپنے اور اپنی ذریت کے ہتھیار اور تیز کر دیئے اور خود امتِ مصطفویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے ہی ایسے افراد تلاش کئے جن کی کاروائی سے خود کو بھی ان کا چیلہ سمجھے چنانچہ دین کے ہر شعبہ میں اس کے کارندے بہت بڑی جدوجہد سے کام کرتے ہیں لیکن مذہبی بہروپئے شاندار سلیقے سے ابلیس کی خوشنودی میں رات کو دن بنائے پھر رہے ہیں اس وقت میر اروئے سخن یہی ہے اسی میں مختصر سی نشاندہی کر دوں تا کہ ناظرین کو عبرت کا موقعہ ملے۔

نام بدلا ہے کام نہیں بگڑا:

اموات کیلئے ہمارے جملہ معمولات ایصال ثواب کے مختلف طریقے، حضور سرورِ عالم ﷺ کے ارشادات سے ثابت ہیں آپ کے زمانۂ اقدس کے بعد خیر القرون میں بھی ایصالِ ثواب ہوتا رہا۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہمارے دور میں اُن کے اور اسماء (مثلاً تیجہ، قلخوانی، جمعراتیں، چہلم، سالیانہ، عرس، گیارہویں، وغیرہ) ہیں ورنہ مُردے کیلئے ایصالِ ثواب جتنا بہت زیادہ ہو اتنا ہی اقل قلیل (کم) ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ دنیا میں رہنے والوں کو اتنا خورد و نوش کی ضرورت نہیں جتنا اہلِ قبور کو ایصالِ ثواب کی ضرورت ہے۔ (شرح الصدور)[41]

تفصیل فقیر کی کتاب ''اعانۃ الاحباب باعمالۃ ایصال الثواب'' میں پڑھیئے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِسنّت میں یہی ایصالِ ثواب مختلف ناموں سے بہت زیادہ مروج ہے یہاں تک کہ نجدیوں نے اس جماعت کا نام بھی طنزاً قبوری مذہب رکھا ہے اور ہمارے ملک کے وہابی دیوبندی ہمیں قبر پرست کا طعنہ دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے صرف اور صرف میّت کی نجات کے حیلے بہانے ہیں لیکن جب ابلیس نے روزِ اوّل قسم کھائی تھی کہ اولادِ آدم (علیہ السلام) کو بہشت میں ہر گز نہیں جانے دوں گا تو اس نے اپنی قسم پوری کرنے کیلئے بڑا گندہ اور گہرا جال پھیلایا چناچہ ابتداء میں ایک عظیم اور زبردست جماعت کھڑی کی جو دین کی صرف ٹھیکدار بلکہ عباسی خاندان کے بڑے بڑے شہنشاہوں یہاں تک کہ مامون الرشید جیسی علمی شخصیت کو اپنے دام تزویر میں پھنسالیا انہیں فرقہ معتزلہ کہا جاتا تھا جن کا آج نام تک ناپید ہے یہ ایصال ثواب کے نہ صرف منکر تھے بلکہ اس کی ہر کاروائی کو حرام سمجھتے اور

[41] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب ماينفع الميت في قبره، 297/1، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

اپنے دعویٰ کو چند قرآنی آیتوں اور سینکڑوں روایتوں سے ثابت کرتے اور عقلی دلائل کے تو انبار لگا دیئے تھے لیکن خدا بھلا کرے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کا جن کے قلم و علم کے زور سے ان کی ایسی مٹی پلید کی کہ آج کُھل کر کام (کاروائی) کا نام لینا بھی کسی کو گوارہ نہیں لیکن ابلیس بھی آخر ابلیس ہے اس نے صدیوں بعد ایک اور جماعت (نجدی) کا لیا جو بظاہر تو ایصالِ ثواب اقرار کرے لیکن جب عملی صورت سامنے آئے تو اسے بدعت کے فتوے سے اڑادے اور یہ کاروائی ابلیس کو خوب پسند آئی جسے اس نے ہر ملک میں پھیلایا چناچہ ہمارے ملک ہندوپاک میں بھی اس نے ایک صدی پہلے ایصالِ ثواب پر بدعت کے فتوٶں کے خوب ڈوگر برسائے اور ایصالِ ثواب کے ہر طریقہ کو بدعت، حرام، ناجائز کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی قبور کو منور فرمائے کہ انہوں نے بدعت گروں کو ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ بدعت و شرک کے مفتی نے چپ سادھ لی، حضرت مولانا وکیل احمد سکندر پوری مرحوم اس دَور کے متعلق لکھتے ہیں کہ " اس زمانے میں جو چل رہا ہے بعض حضرات کو طریقۂ مروجہ، صدقہ، اموات کی حرمت پر سخت اصرار ہے جسے یہ لوگ (وہابی) صیقل زبان خیال کرتے ہیں مگر بیچارے مُردوں کا خون ہوا جاتا ہے یہ بیہودہ قیل و قال ان کو ثواب سے محروم رکھتا ہے، انہوں نے صرف نتیجہ کے اثبات میں ایک ضخیم کتاب بنام نتیجہ ۱۳۶۰ھ تحریر فرمائی۔ ان کی طرح اور علماء کرام نے بھی اِن مذہبی بہروپیوں کاڈٹ کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ امام اہلسنّت مجدد دین وملّت سیّدی شاہ احمد رضاخان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے مضبوط قلم نے وہابیوں دیوبندیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی اب جبکہ ملک میں افراتفری کا دور دورہ ہے ایسے آڑے وقت سے فائدہ اٹھاکر سعودی ریالوں کے اشاروں سے پھر وہ مردہ روحیں بول رہی ہیں جیسا کہ اہلِ زمانہ کو معلوم ہے کہ پھر اس طرح ایصالِ ثواب کی جملہ صورتوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ نام لے لے کر حرام۔ بدعت ناجائز کہنے لکھنے کا ہڑبونگ مچا ہوا ہے اور ملک کی حالتِ زار کے باوجود ہر چھوٹے سے چھوٹے مسئلے پر مناظرہ کی چیلنج بازی اور لاکھ لاکھ روپوں کی پیشکش کی بدتمیزی کا طوفان برپا ہے، فقیر ان کے مقابلہ میں میدان جہاد میں ہے اور بفضلہ اپنے بزرگوں کے فیوض و برکات سے ان کے ہر شر انگیز دعویٰ کو ملیامیٹ کرتا چلا آرہا ہے اور عوام اہلِ اسلام سے اپیل ہے کہ ذرا صدیوں پیچھے مُڑ کر دیکھیں تو بھی آپ کو ان کی طرح ہزاروں دین کے دشمن مختلف روپ میں دین کو مٹانے کیلئے آئے لیکن اسلام کے محافظ و نگران کی بے آواز لاٹھی نے ان کا وہ ستیاناس کیا کہ آج تک ان کا نشان تک نہیں ملتا انشاء اللہ اب بھی یہی حال ہو گا یہ برساتی مینڈک کی طرح چند روز ٹرٹر کرینگے پھر ان کی طرح خود ہی مٹ جائینگے۔

باب نمبر 2
مُردے بخشے گئے

(۱) اللہ تعالیٰ بندوں کو بخشنے سے ہی خوش ہوتا ہے یہ تو ہم خود ہی دوزخ میں چھلانگ لگارہے ہیں ورنہ اس کا ایسا پروگرام نہیں۔

(۲) چاہے تو بڑے سے بڑے مجرم کو بخش دے اس کو کون روک سکتا ہے، چناچہ فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ۔ (پارہ۵، سورۃالنساء، آیت۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

اسی لئے ہم اہلِسُنّت قائل ہیں کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب بھی بخشا جائیگا سزا پا کر یا سزا سے پہلے (خلافاً للمعتزلۃ) ہاں معتزلہ اور خوارج قائل تھے کہ مرتکب کبیرہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا۔

لطیفہ: دیوبندیوں وہابیوں نے چھلانگ لگا کر کافروں و مشرکوں کا بھی بخشا جانا ممکن بنا دیا چناچہ امکان کذب باری تعالیٰ کے عقیدہ میں ''خلف الوعید'' کے قائل ہو کر ''وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ'' کے کھلم کُھلا میدان مخالفت میں اتر آئے اور ادھر تمام اہلِ اسلام کو مُشرک بنا کر جہنمی بنا دیا انہیں کہتے ہیں ''سُفَهَاءُ الأَحْلاَمِ''

(۳) مجرموں کو بخشا ہے تو سبب سے اگر وہ اسباب کا محتاج نہیں لیکن اس کا قانون ہے اسے کون ٹھکرائے قیامت میں دیکھنا کہ جب تک شفاعت کا دروازہ نہ کھلے کا کسی بخشنے کا نام تک نہ ہو گا جب باب شفاعت مفتوح ہو گا تو میرے جیسے گنہگار بھی اس کی رحمت سے پر اُمید ہوں گے۔

(۴) فارسی مقولہ مشہور ہے: ”رحمت حق بہانه می جوید رحمتِ حق بہانمی جوید“

یعنی رحمتِ حق اسباب دیکھتی ہے اسے قیمت نہیں چاہیئے۔

یہی وجہ ہے کہ اس وقت معمولی سے معمولی نیکی بھی بڑا کام کر جائیگی بخاری شریف میں ہے کہ ایک آدمی کو دوزخ میں لیجایا جائیگا پھر حکم ہو گا اسے بہشت میں لیجاؤ اس لئے کہ اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا وغیرہ وغیرہ۔[42]

درسِ عبرت:

وہ کریم جو ایک پیاسے کتے کے طفیل بخش دیتا ہے تو پھر قرآن خوانی نیک لوگوں کی دعائوں و استغفار اور بھوکوں، غریبوں کو کھانا کھلانے سے بخش دے تو کونسی بڑی بات ہے اب واقعات پڑھیئے۔

قرآن پاک کی تلاوت کا اجر وثواب: ہم مردوں کو قرآن خوانی کا ثواب مختلف طریقوں سے پہونچاتے ہیں اور مخالفین تمام طریقوں کو بدعت کے کھاتہ میں ڈال کر روکتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ اتنا بڑا اجر و ثواب پہونچ جائے تو مخالفین کو کونسا نقصان ہو گا۔

حدیث نمبر ۱ :

قرآن پاک کے ایک حرف کے پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور الم ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے۔[43] (الحدیث) تو جو شخص صرف الم پڑھے گا اُس کو تیس نیکیاں ملیں گی۔

---

42) عربی متن اس طرح ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُومِسَةٍ، مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ الخ

(صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب في شراب، 130/4، الحديث: 3321، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

43) عربی متن اس طرح ہے: مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ

(سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فيمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر، 161/5، الحديث: 2910، دار الكتب العلمية)

فائدہ: اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ ایک تو قرآن پاک پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور قرآن پاک کے بعد دعا قبول ہوتی ہے جیسا کہ احادیث میں ہے۔اب نتیجہ واضح ہے کہ جس کے لئے قرآن پڑھا گیا اور بیشمار بندگانِ خدا نے مل کر اس کے لئے دعا مانگی تو امید رکھنی چاہیئے کہ اس کی نجات ہو جا ئیگی کیونکہ احادیث میں کہ جہاں چالیس آدمی مل کر دعا مانگیں تو ان میں ایسا بندہ بھی ہوتا ہے جس کی دعاء قبول ہوتی ہے۔

قبور میں نور: مالک بن دینار بیان کرتے ہیں کہ "میں ایک دفعہ جمعہ کی رات کو قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے یہ دیکھ میں نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی مغفرت کر دی ہے تو ایک غیبی آواز آئی کہ "اے مالک بن دینار یہ ایک مومن کا اپنے مومن بھائیوں کے لئے تحفہ ہے"میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟تو آواز آئی کہ ایک مومن آدمی اس قبرستان میں داخل ہوا اور اس نے اچھی طرح وضو کیا۔پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کا ثواب ان قبر والوں کو بخش دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ نور ہم کو دیا۔[44]

(شرح الصدور، صفحہ

۲۸۸)

فائدہ: غور فرمایئے کہ یہ ایک مردِ مؤمن کے ایک دوگانہ کا ثواب ہے کہ قبرستان نور ہی نور ہو گیا اور جہاں سینکڑوں بندگانِ خدا قرآن اور کلمہ واستغفار اور دعائیں کریں اور سینکڑوں بھوکے کھانا کھا کر میّت کی نجات کی دعا مانگیں تو کیا وہ مُردہ بخشش سے محروم رہیگا۔یہ شانِ خداوندی کے خلاف ہے۔

حدیث نمبر ۲:

مشکٰوۃ شریف میں ہے کہ ایک بار ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' سورۃ پڑھنے سے دس پاروں کا ثواب ملتا ہے[45] تو تین بار سورۃ مذکورہ پڑھی جائے تو پورے قرآن کا ثواب مل جائیگا۔اور سورۃ مذکورہ ایک بار پڑھنے پر صرف چند سیکنڈ صرف ہوتے ہیں،یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ تھوڑے سے وقت میں کتنا بڑا اجر وثواب عطا فرما دیا ورنہ شبینہ پڑھنے والے حفاظ ساری رات میں مل کر بھی پورا قرآن مجید بڑی مشکل سے ختم کرتے ہیں اب مسلمان ہی اسے سمجھے کہ اموات کے لئے قل خوانی بھی صرف اسی ارادہ پر کرتے ہیں کہ تمام لوگ مل کر ہی اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر کے مردے کی بخشش کا ذریعہ بنیں۔(ولکن الو ہا بیۃ قوم لا یقلون)(یعنی لیکن وہابی بے عقل قوم ہے۔)

حدیث نمبر ۳:

حدیث شریف میں ہے:

مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ(قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهَا لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنْ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ [46]

یعنی جو شخص گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے اور پھر اُس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مُردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس میں ثواب کے حریض کو بھی تسلی ہے کہ جتنا کلام مُردوں کو بخشو گے اتنا ثواب تمہارے نامہ اعمال میں بھی ہو گا۔"ہم خرما ؤ ہم ثواب"۔

[44] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب ما ينفع الميت في قبره ، 298/1،دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[45] (مشكاة المصابيح،كتاب فضائل القران ،الفصل الأول، باب دفن الميت،656/1، الحديث: 2127-(19)،المكتب الاسلامي)

[46] (ردالمحتار،كتاب الحج،باب الحج من الغير ،596/2، دار الفكر بيروت، الطبعة: الثانية، 1412هـ 1992م)

اور کیا چاھیئے: حضرت علی المرافقی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک رات اپنا ایک دوست یاد آیا جسے وفات پائے مدت گزر چکی تھی خیال آتے ہی سوچا کہ اس کی قبر پر جاکر ایصال ثواب کرنا چاہئے چناچہ اسی وقت گھر سے نکلے اور اس کی قبر کے قریب پہنچ کر پہلے نماز پڑھی اور پھر اس کے لئے دعا کی حضرت پر غنودگی طاری ہوئی تو دیکھا کہ وہ دوست زنجیروں میں جکڑا ہوا عذاب میں مبتلا ہے حضرت نے حال دریافت کیا تو اس نے بتلایا جب سے دنیا سے آیا ہوں اسی عذاب میں مبتلا ہوں فوراً بیدار ہوگئے اس عذاب کو دیکھنے کی وجہ سے دہشت طاری ہوگئی گھر واپس آئے اس کے لئے ایصال ثواب کیا دوست پر عذاب ہونے کی وجہ سے بے حد رنجیدہ تھے کہ تین دن بعد پھر اس دوست کو خواب میں دیکھا تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی وہ نور کے ستر لباس پہنے ہوئے تھا اور اس کے سر پر نور کا تاج تھا حضرت کے دریافتِ حال پر اس نے بتلایا مصر کے آنے والے ایک قافلے میں ایک شخص نے اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) پڑھی اور اللہ سے عرض کیا جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب امتِ محمدیہ ﷺ کے تمام مُردوں کو پہنچ جائے اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول فرمائی مُردوں کو اس کا ثواب تقسیم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے مجھے بھی اس کا ثواب کی وجہ سے آزاد کر دیا۔ (حکایتِ شیریں)

فائدہ: مسلمانوں! ایمان سے کہو کیا تم اپنے اعزہ و اقارب کے لئے نجات چاہتے ہو اور ضرور چاہتے ہو تو پھر اُن کی نجات کے اسباب پر عمل کیوں نہیں کرتے یا بد مذاہب کے غلط وسوسوں سے کیوں پس و پیش کرتے ہو۔ احادیثِ مبارکہ کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا تو پھر یقین کرو کہ ہم کتنے ہی گنہگار اور ناکارہ سہی لیکن رحمتِ حق ڈھانپ لے تو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ "یعنی اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے (پارہ۹، سورۃ الاعراف، آیت۱۵۶)۔ تو پھر مان لیجئے کہ اس کی رحمت کے آگے ایسے مجرموں کو بخش دینا معمولی بات ہے۔

حکایت:

ایک دفعہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے کسی مرید کا رنگ اچانک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں نے کشف کی حالت میں اپنی ماں کو دوزخ کی آگ میں جلتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار بار کلمہ شریف کبھی پڑھا تھا، یہ سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ آپ نے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اُسے اطلاع نہ دی۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان خوش اور ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے سبب پوچھا تو اُس نے عرض کیا کہ اب میں نے اپنی ماں کو جنت میں دیکھا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ " اس جوان کے مکاشفہ (انکشاف) کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہو گئی"۔ [47]

(مظاہر حق صفحہ ۳۶۸)(فتوحات مکیہ شریف اور تخذیر الناس نانوتوی)

ایک عورت کیلئے نور کے برتن میں ثواب کا بھیجنا:

ایک عورت کا انتقال ہو گیا اور انتقال کے بعد اس کے جاننے والی عورت نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک تخت پر موجود ہے اور اس کے تخت کے نیچے نور کا برتن ڈھکا رکھا ہے۔ اس عورت نے دریافت کیا کہ اس برتن میں کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرے شوہر کا ہدیہ ہے جو اس نے کل میرے لئے روانہ کیا

[47] (الاسرار المرفوعة المعروف بالموضوعات الكبرى، احاديث الذكر على اعضاء الوضوء، ص345، دار الكتاب العربية بيروت)

(تحذیر الناس از قاسم نانتوی، احادیث الذکر علٰی اعضاء الوضوء، ص34، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، ضلع سہارنپور)

تھا۔ پھر وہ عورت جب بیدار ہوئی تو اس کے شوہر سے اپنا خواب بیان کیا، اس کے شوہر نے کہا کہ سچ ہے کل میں نے قرآن شریف پڑھ کر اپنی بیوی کو ثواب پہنچایا تھا۔ (روض الریاحین)

حکایت: فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (چار واسطہ سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ پوری لاکھ حدیث ان کو حفظ تھیں۔ ان کا خطاب امام الُہدیٰ ہے۔ اور ان کا نام نصر بن محمد اور لقب اور کنیت فقیہ ابو اللیث سمرقندی مشہور ہے) اپنی کتاب ''تنبیہ الغافلین'' میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا، اور وہ فرماتے تھے کہ پہنچا مجھ کو قصہ صالح مزی کا وہ جمعہ کی رات کو جامع مسجد میں آئے۔ اور نماز فجر وہاں پڑھی۔ راستہ میں ٹھہر گئے، دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ایک قبر سے کچھ سہارا لگا لیا۔ نیند آنکھوں میں بھر آئی دیکھتے کیا ہیں کہ سب اصحاب قبور قبروں سے نکل کر حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے باتیں کرنے لگے ایک جوان کو دیکھا کہ اُس کے کپڑے میلے ہیں اُداس اور مغموم بیٹھا ہوا ہے۔ اتنے میں بہت خوان ڈھکے ہوئے خوان پوشوں سے آئے۔ ان میں ہر آدمی اپنا اپنا خوان لیتا گیا اور چلتا گیا آخر وہی بیچارہ جوان رہ گیا، اُس کے پاس کچھ نہ آیا وہ اُداس اور غم کا مارا اُٹھ کھڑا ہو۔ جب قبر میں داخل ہونے لگا تو صالح مزی کہتے ہیں کہ میں نے اُس سے کہا، اے اللہ کے بندے کیوں اداس ہے؟ اُس نے کہا، تم نے دیکھا نہیں کس قدر خوان آتے تھے۔ میں نے کہا ہاں اُس نے کہا یہ تحفہ تحائف تھے جو اُن کے واسطے خیر خواہوں نے بھیجے تھے۔ جو وہ صدقہ و دعاء وغیرہ کرتے ہیں اُن کو پہنچتا ہے، جمعہ کی رات کو اور میں ملکِ سندھ کا رہنے والا ہوں۔ اپنی ماں کو لیکر حج کرنے کیلئے آیا تھا، جب بصرہ میں پہنچا تو میں مر گیا، میری ماں نے میرے بعد نکاح کر لیا۔ اور وہ دنیا میں مشغول ہو کر مجھ کو بھول گئی۔ نہ منہ سے کبھی نام لیتی ہے، نہ زبان سے دعا۔ اب میں غمگین نہ ہوں تو کیا کروں میرا کوئی نہیں جو یاد کرے۔ صالح مزی کہتے ہیں کہ میں نے اُس سے پوچھا تیری ماں کہاں ہے؟ اُس نے پتہ دیا۔ پھر صبح ہو گئی، نماز پڑھی اور اُس کا گھر ڈھونڈتا ہوا پہنچا اور آواز دی، اندر سے عورت نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا صالح مزی۔ اُس نے بُلایا، میں گیا اور جا کر کہا بہتر یہ ہے کہ میری اور تیری بات کوئی نہ سنے، تب میں اُس کے نزدیک ہو گیا فقط ایک پردہ بیچ میں رہ گیا میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے، کوئی تیرا بیٹا ہے کہا کوئی نہیں۔ میں نے کہا، کبھی ہوا تھا، تو وہ سانس بھرنے لگی، اور بولی کہ میرا ایک نوجوان بیٹا تھا۔ وہ مر گیا ہے۔ اس پر میں نے وہ قصّہ مقبرہ کا بیان کیا۔ اُس کے آنسو بہنے لگے اور کہنے لگی، اے صالح مزی! وہ میرا بیٹا میرا کلیجہ تھا، پھر اُس عورت نے مجھ کو ہزار درہم دیئے اور کہا کہ میرے نور چشم کی طرف سے خیرات کر دیجئے۔ اور اب سے میں اُس کو دعا اور خیرات سے نہ بھولوں گی (جب تک کہ دم میں دم ہے) صالح مزی فرماتے ہیں۔ پھر میں نے وہ ہزار درہم خیرات کر دیئے، پھر وہ دوسرے جمعہ کی رات اُس مبقرہ کی طرف گیا۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر کے سہارے سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ قبر سے نکل رہے ہیں۔ اور اُس جوان کو دیکھا کہ سفید کپڑے پہنے ہوئے نہایت خوش و خرم ہے، وہ میرے پاس آکر کہنے لگا اے صالح مزی (رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تیرا بھلا کرے مجھ کو ہدیہ و تحفہ پہونچ گیا ہے۔ میں نے کہا اے جوان تم جمعہ کو پہنچانتے ہو کہا جانور بھی پہنچانتے ہیں (ہم تو انسان ہیں) اور کہتے ہیں سلام ''یو م صالح'' یعنی یوم الجمعۃ سلامتی ہو نیک دن یعنی جمعہ کیلئے۔ [48]

حکایت: مطرف بن شخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شبِ جمعہ کو ایک میدان پر میرا گذر ہوا۔ میں اور راتوں کو بھی اُس جگہ سے گذرتا تھا۔ پس میں نے وہاں ایک برہنہ قوم دیکھی، اُن کو سلام کیا، انہوں نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں ٹھہر گیا اُنہوں نے آپس میں کہا یہ مطرف بن شخیر ہے۔ میں نے کہا تعجب

---

[48] (تنبيه الغافلين في الموعظة بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين. باب فضل الجمعة. ص 172. دار الكتب العلمية)

!ہے تم تو میرا اور میرے باپ کا نام جانتے ہو۔اور سلام کا جواب نہیں دیتے۔انہوں نے کہا اے مطرف ہم مُردے ہیں ہمارے نامۂ اعمال صالحہ لپیٹ دیئے گئے۔ہم اگر اس پر قدرت رکھتے کہ سلام کا جواب دیتے تو ہم اُس کو دنیا ومافیہا کے بدلے لیتے۔میں نے اُن سے کہا، یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں برہنہ دیکھتا ہوں اُنہوں نے کہا کہ ہمارے کفن پھٹ گئے۔اور ہماری طرف وہ چیز نہیں پہنچی جس سے ہم اپنی شرمگاہ کو چھپائیں۔میں نے کہا، یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں جمع دیکھتا ہوں۔انہوں نے کہا اسلئے کہ ہر قبر میں ستر مُردے جمع ہو گئے ہیں۔سو ہم بہت ہو گئے ہیں میں نے کہا کیا تم شرماتے نہیں کہ عورتیں تمہارے ساتھ ننگوں کو دیکھتی ہیں۔انہوں نے کہا اے مطرف بیشک موت کی تلخی اور اس کی سکرات ہم سے ہماری عقلوں کو لے گئی۔پس مرد نہیں جانتا ہے کہ وہ مرد ہے۔نہ عورت جانتی ہے کہ وہ عورت ہے۔میں کہا یہ کیا بات ہے کہ تم کو اس رات میں دیکھتا ہوں۔اور کسی کو میں نے اس جگہ نہیں دیکھا۔اُنہوں نے کہا، کہ یہ شب جمعہ ہے ہم اس رات کو نکلتے ہیں۔پس ہم دیکھتے ہیں کہ آیا ہماری اولاد اور گھر والے ہم کو یاد کرتے ہیں۔اور ہماری طرف خیرات کرتے ہیں، جب میں نے جانے کا ارادہ کیا۔تو اُنہوں نے کہا اے مطرف تجھ سے ہماری ایک حاجت ہے۔میں نے کہا وہ کیا ہے۔اُنہوں نے کہا جبکہ جمعہ آئے تو تُو لوگوں میں وعظ کر۔اور اُن سے کہہ کہ ہمارے کفن پھٹ گئے، بدن بوسیدہ ہو گئے، ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں ہمارے بال پریشان ہو گئے اور تم ہم کو بھول گئے پس تم ہمارے احوال پر رحم کرو۔اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ زندگی کو غنیمت جانو کیونکہ ہم اُن کو چھوڑنے سے پریشان ہوئے۔[49] (شرح الصدور للسیوطی)

فوائد حکایت مع تبصرہ اُویسی غفرلہٗ:

(۱) مردوں کے لئے جسم ہیں، کہ دکھائی دیتے ہیں۔جیسا کہ مطرف نے اس قوم کو دیکھا۔

(۲) کفن بعد بوسیدگی کے ان کے جسموں کے ساتھ باقی نہ رہتے، جیسا کہ مطرف نے اُن کو برہنہ دیکھا۔

(۳) مردوں کو ردِّ سلام پر قدرت نہیں ہے لیکن یہ بات اکثر حدیثوں کے مخالف ہے۔جو اُن کے ردِّ سلام میں وارد ہوئی ہیں، وجہ توفیق و تطبیق یہ ہے کہ اُنہوں نے جو اپنی عدم قدرت وسلام پر بیان کی۔پس مراد اُن کی ردِّ سلام اُس چیز کے ساتھ ہے کہ اُس کو زائد سُنے اور حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ وہ ردِّ سلام کرتے ہیں۔اُس سے مراد ردِّ سلام باخفا (آہستہ) ہے کہ زائر اسے نہیں سُنتا۔

(۴) کفن بوسیدہ ہو جاتا ہے مُردوں کے پاس باقی نہیں رہتا اور میّت اس سے ستر کرتا ہے اسے کفن دائمی کہتے ہیں۔ہاں میّت کے لئے بعد میں کوئی کپڑا صدقہ (خیرات) کے طور پر دیا جائے تو وہ باقی رہتا ہے اور میّت اس سے ستر کرتا ہے۔اس کو کفن دائمی کہتے ہیں جیسا کہ (اُن کا قول کہ نہیں پہنچا ہماری طرف وہ کپڑا جس سے ہم شرمگاہ کو چھپائیں) دلالت کرتا ہے۔

(۵) مردے شبِ جمعہ کو جمع ہوتے ہیں اور اپنی اولاد وغیرہ کے صدقہ وخیرات کے منتظر رہتے ہیں۔

(۶) موت کے بعد شدت موت کی تلخی زمانۂ دراز تک باقی رہتی ہے۔جس سے کہ ہوش و حواس ٹھکانے نہیں رہتے۔جیسا کہ کہا وہ ہماری عقلوں کو لے گئی

(۷) مردوں اور عورتوں کی روحیں اپنے تشخصیات کے ساتھ متمیز ہوتی ہیں بعد موت کے جیسے حالتِ حیات میں متمیز ہوتی تھیں۔جیسا کہ مطرف نے کہا، کہ ہم عورتوں کو تمہارے ساتھ ننگا دیکھتے ہیں مردے اس بات کو مکروہ جانتے ہیں کہ زندہ دُنیا میں مشغول رہیں اعمالِ صالحہ میں قصور کریں۔

---

[49] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب زيارة القبور وعلم الموتي بزوارهم ورؤيتهم لهم، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

کیونکہ انہوں نے امور آخرات کو دیکھ لیا۔اچھے بُرے کام کی جزاو سزا کو سمجھ لیاوہ چاہتے ہیں کہ ہم سے جو ہوا سو ہوا مگر جو زندہ ہیں وہ اپنی عمر عزیز کو ضائع نہ کریں،اعمال صالحہ سے اپنے اوقات کو معمور رکھیں۔

ناظرین: غور فرمائیں ان کو دنیاوالوں کی خیرات وعطیات کی کتنی ضرورت ہے یہاں تک کہ کفن کے بوسیدہ ہونے کے بعد ننگے رہ جاتے ہیں تو زندہ لوگوں کی طرف سے کپڑے صدقہ وخیرات میں فقراَ کو دیئے جائیں تو ان کو ستر چھپانے کا موقعہ ملتاہے اور پھر ہر جمعہ اپنے اعزہٗ اقارب سے خیرات وصدقات کے انتظار کی کوشش کی جائے تاکہ اہلِ قبور کا بھلا ہو نہ یہ کہ سرے سے ایصالِ ثواب ہی بند کر دیا جائے۔

حدیث:

عن ابن عباس یقول اذاکان یوم عید او یوم جمعۃ او یوم عاشوراء او لیۃ نصف من شعبان تاتی ارواح الاموات و یقومون علی ابواب بیوتھم فیقولون ھل من احد یذکرنا ھل من احد یترحم علینا ھل من احد یذکر غربتنا یامن سکنتم بیوتنا و یامن سعدتم بماشقینا و یامن اقمتم فی اوسع قصورنا و نحن فی ضیق قبورنا و یامن استذللتم ایتامنا و یامن نکحتم نسائنا ھل من احد یتفکر فی غربتینا فقرنا کتبنا مطویۃ و کتبکم منشورۃ‘‘۔[50]

(خزانۃ الروایات ،کنزالعباد اوردقائق الاخبار)

یعنی ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہوتا ہے دن عید کا یا جمعہ یا عاشورا محرم کا یا شبِ براَت تو آتی ہیں روحیں موتٰی کی اور کھڑی ہوتی ہیں اپنے گھروں کے دروازوں پر،اور کہتی ہیں،کہ ہے کوئی ہماراجو ہم کو یاد کرے۔اور ہم پر رحم کرے ہماری غربت کو یاد کرے۔تم ہمارے گھروں میں رہتے ہو۔ہم اُس چیز سے بہرمند ہوئے جس سے ہم محروم ہوگئے۔تم ہمارے کھلے کشادہ مکانوں میں بیٹھے ہو۔ہم تنگ قبروں میں پڑے ہیں ہمارے یتیم بچوں کو تم نے ذلیل کر رکھاہے۔اور ہماری بیویوں سے تم نے نکاح کرلیا۔اب تم میں کوئی ہے جو فکر کرے ہماری خیریت اور محتاجی کی۔ہمارانامہٗ اعمال لپٹ چکا،تمہارنامہٗ اعمال کُھلا ہے۔

فائدہ: فطرہ عیدبقر عید کے دن عزیزوں دوستوں آشناؤں کو ہدیہ وتحفہ بھیجنے کیلئے مخصوص ہیں۔مرنے والے عزیزوں کا ہدیہ صدقہ ودعاءہے۔

صحاح کی روایت سے استدلال: مشکوٰۃاور صحیح مسلم میں ہے: وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُولَہٗ [51]

یعنی اس حدیث میں تم لوگوں کو اشارہ ہوا کہ جن کی اولاد ہو وہ اُن کے حق میں دعا کریں۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: چونکہ اولاد کی دعا سے ماں باپ کو فائدہ پہونچتاہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اس کا ذکر فرمایااور نبی کریم ﷺ نے نماز کی دعاؤں میں ماں باپ کیلئے دعا کی تعلیم فرمائی ہے۔

---

[50] خزانۃ الروایات مخطوطہ ہے۔

(دقائق الأخبار في ذكر الجنة والنار، الباب الخامس عشر في ذكر خروج الروح من البدن، ص14، الحرمين)

[51] (صحیح مسلم ،كتاب الوصية،باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، 1225/3، الحديث:1631-(3084)، دار إحياء الكتب العربية)

(سنن ابی داود،كتاب الوصايا،باب فيما جاء في الصدقة عن الميت،117/3، الحديث: 2880، المكتبة العصرية)

نوٹ: اس قسم کے واقعات کے لئے فقیر کی تصنیف ''اخبار اہلِ القبور'' کا مطالعہ کیجئے۔

وآخر دعواهم ان الحمد للّٰه رب العالمين

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ